NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.2, Issue 01, January to June. 2024,
Page No.11-23

فتاویٰ کی تبدیلی کے مناہج اور اس کے معاصر رجحانات

Fatwa in Flux: Navigating the Dynamics of Islamic Legal Opinions in a Changing World

Arifa Shaikh, Representative: E-Alkahaf (Takhassus fil Ifta)

ABSTRACT

This article embarks on an intriguing exploration of the dynamic evolution of fatwas and their intersection with contemporary trends. Since the era of venerable jurists, the concept of fatwa has undergone transformations in response to temporal shifts. Through a meticulous examination of diverse sources, this research paper endeavors to illuminate the imperative for fatwas to adapt to the changing tides of time and circumstance, just as the jurists themselves have done. By first delving into the etymological and terminological definitions of fatwa, this study clarifies the nuances of fatwa transformation and its distinction from decree. Historical perspectives are woven throughout, as the views of esteemed jurists are revisited to shed light on this pivotal aspect. Ultimately, the article navigates the contemporary landscape of fatwa evolution, identifying key trends and the underlying reasons for their resonance among modern Muslims, while proposing potential solutions to address the resulting challenges.

Key Words: Fatwa, Challenges, contemporary trends, Revisit, Fatwa evolution.

ARTICLE INFO
Article History:
Received:
26-04- 2024
Revised:
2-05- 2024
Accepted:
05-05- 2024
Online:
14-05- 2024

CC BY

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.2, Issue 01, January to June. 2024,
Page No.11-23

1. موضوع کا تعارف

زمانی تبدیلی پر فتوٰی کی تبدیلی کا منہج قدیم فقہاء کے دور سے متعارف و متداول ہے۔ زیر نظر ریسرچ پیپر میں مختلف مصادر سے مطالعہ کر کے اس بات کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ جس طرح فقہاء کے زمان و مکان کی تبدیلی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ فتوی میں تبدیلی ہونی چاہیے، ویسے ہی دور حاضر بھی اس ضرورت کا متقاضی ہے کہ وقت و حالات کے مطابق فتاوی تبدیل کیے جاتے رہیں۔ اس ریسرچ پیپر کے مندرجات میں پہلے فتوٰی کی لغوی اور اصطلاحی تعریف کرنے کے بعد یہ بیان کیا ہے کہ فتوی میں تبدیلی کا فقہا کی یہاں کیا مطلب ہے نیز فتوی اور حکم کے درمیان فرق کیا ہے؟ ان بنیادی تحقیقی سوالات کو تاریخی تناظر کی روشنی میں فقہاء کے مناہج کو واضح کرنے والی کچھ اقتباسات نقل کیے ہیں جو اس اہم پہلو کو مدلل بناتے ہیں۔ آخر میں فتوی کی تبدیلی کے معاصر رجحانات کا تذکرہ کیا ہے اور ساتھ ہی دور حاضر کے عام مسلمانوں میں فتوی کی تبدیلی کے نتیجے میں پائے جانے والا ایک اہم رجحان اس کی وجوہات، حل کے لیے کیا ممکنہ اقدامات کو شامل بحث کیا گیا ہے۔

شریعت مطہرہ ایک کامل شریعت ہے جس کا جامع نظام قیامت تک کے لیے مرتب کر کے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ والہ وسلّم کے ذریعے ہم تک پہنچا دیا گیا ہے۔ زمانے کی تبدیلی سے حالات تبدیل ہوتے ہیں اور حالات وواقعات مسائل کی تبدیلی کا سبب بنتے ہیں چونکہ اسلام ہر قسم کے مسائل کا حل ہمیں پیش کرتا ہے لہذا جب حالات تبدیل ہوتے ہیں تو گزشتہ پیش کیے گئے حل موجودہ حالات پر منطبق نہیں ہوتے۔ ایسے موقعوں پر ایک مفتی جو کہ اللہ کا نائب ہے نصوص شرعیہ کی روشنی میں، فتاوی کی تبدیلی کے دوائر کا خیال کرتے ہوئے دین متین کے مسائل کو حالات کے مطابق حل کر کے امت تک پہنچاتا ہے اور یہی اس کے منصب کا فریضہ ہے۔

2. فتوی کی لغوی تحقیق

فتوی فتوۃ سے مشتق ہے جس کے معنی جواں مردی ہمت قوت اور بہادری کے ہیں۔

علامہ ابن منظور افریقی مصری لکھتے ہیں

"والفتيا، تبيِين المشْكل من الاحْكام. اصله من الفَتى .وهو الشابّ الحدَث الذِي شبّ وقوٰى. فكانّهٗ يقْوي ما اشْكل ببيَانهٖ. فيشبّ ويصيْر فُتيا قويّا. واصلهٗ من الفتٰى. وهو الحَديث السنّ ، وا فتٰى ا لمفْتي اذ ا ا حدث حُكما. وفي ا لحديث: 'ا لِاثم ما حَا ك في صد رِك وانْ افتاَك النّاس عنْه وا فتوُك' ا ي و ان جعَلوا لكَ فيْه رخصَة وجوازا"[1]

"فتیا مشکل احکام کی توضیح اور تفسیر ہے۔ یہ فتی سے ماخوذ ہے۔ مفتی وہ جوان ہے جس میں سن اور قوت کے اعتبار سے جوانی کا عروج ہو۔ گویا مفتی اپنی وضاحت و تقریر سے مشکل مسئلہ کو (جو درجہ ضعف میں ہوتا ہے) تقویت پہنچاتا ہے تو اس میں شباب پیدا ہو جاتا ہے ' اور وہ (مسئلہ) قوی جوان ہو جاتا ہے۔ فتوی فتی سے ماخوذ ہے۔ اس کا ایک معنی نوعمر بھی ہے، جیسا کہ کہا جائے افتی المفتی (مفتی نے فتوی دیا) جب وہ نیا حکم صادر کرے۔ حدیث میں ہے، گناہ وہ کہلاتا ہے جو تیرے سینے کے اندر کھٹکے، اگرچہ لوگ اس کے بارے میں فتوی دیں۔ افتوک یعنی اگرچہ وہ تیرے لیے اس میں رخصت اور جواز کا حکم دیں۔"

فتوی کا مادہ؛ف، ت، ی ہے، فتوٰی اور فُتیا افتاء سے ماخوذ ہے، افتاء کے معنی کسی کو واضح کرنے کے ہیں۔

فُتیا تو ف کے پیش کے ساتھ ہی استعمال ہوتا ہے لیکن فتوی ف کے پیش اور زبر دونوں طریقے پر مستعمل ہے۔[2]

3. فتویٰ کی اصطلاحی تعریف

الجواب عن مسألة دينية (یعنی دینی مسئلہ کا جواب دینا)

ہم نے دینی مسئلے کا لفظ اختیار کیا نہ کہ شرعی مسئلے کا۔

کیونکہ مفتی صرف احکام شرعیہ عملیہ ہی کا جواب نہیں دیتا بلکہ بسا اوقات دینی اعتقادی مسائل کا جواب بھی دیتا ہے اور کبھی کسی حدیث کے معانی کے بارے، یا حدیث کی کیفیتِ سند سے متعلق اور دیگر ان مسائل کے بارے میں جو دین اور دینی علوم سے متعلق ہیں بھی جواب دیتا ہے۔

دکتور الشیخ حُسین محمد ملاح فتوی کی تعریف ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں

"الاخبار ُبحكم الله تعالى عن الوقا ئع بدليل شرعيٍ لمن سأل عنه"[3]

"وہ سائل جو آنے والے وقائع پر سوال یا استفتاء طلب کرے، اسے دلیل شرعی کے ذریعے، اللہ تعالیٰ کے حکم کے بارے میں خبر دینے کا نام فتوی ہے۔"

فتوی کی لغوی و اصطلاحی تعریف واضح ہے۔

فتوی اپنی نوعیت میں جس اہمیت کا حامل ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا کہ لفظ یسْتَفْتُوْنَکَ استعمال کر کے اللہ رب العزت نے فتوی کی نسبت اپنی طرف فرمائی ہے، رسول اللہ ﷺ کی ایک حیثیت مفتی کی بھی تھی اور آپؐ امت کے پہلے مفتی ٹھہرے، آپ کے فتاوی پر احادیث کا ذخیرہ موجود ہے، آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرام نے اجتہاد سے فتاوی دیے، اجتہاد و افتاء کے منصب پر فائز چھ بڑے نام ہیں: حضرت عمر، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابو موسی عبد اللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہم۔ پھر دور تابعین، تبع تابعین میں مسائل بڑھے تو ان کے حل کے لیے اللہ نے ایسے مجتہدین پیدا فرمائے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے منہج کو سامنے رکھ کر ایسے اصول و قواعد وضع کیے جو فقہ کا ایک بڑا ذخیرہ بن کر آگے منتقل ہوتے رہے۔

انہی میں سے سب اہم مسئلہ تیزی سے بدلتے حالات و واقعات کی بنا پر مسائل کا بدلنا ہے، اس اہم ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے فقہاء نے تغيير الفتوى بتغيير الزمان کا قاعدہ وضع کیا۔ جو کہ اپنی ایک مکمل اساس رکھتا ہے اور نصوص شرعیہ کی مضبوط بنیادوں پر کھڑا ہے۔

4. فتوی میں تبدیلی کا مطلب

جس طرح شریعت میں قطعی اور بنیادی احکام میں دوام استمرار ضروری ہے اسی طرح فقہ اسلامی کو اپنے عہد کے تقاضوں سے ہم آہنگ اور مختلف مقامات اور مختلف حالات میں اس کو قابل عمل بنائے رکھنے کے لیے یہ بات بھی ضروری ہے کہ بعض احکام میں تغیر کو قبول کیا جائے یہی لچک دراصل اس شریعت کے دوام اور اختلاف زمان و مکان کے باوجود اس کی رہنمائی کی صلاحیت کی بنیاد ہے اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف ادوار میں نابغہ روزگار علماء نے اس حقیقت کو قبول کیا ہے۔

فتوی میں تبدیلی کا مطلب یہ ہے کہ فقہاء کی طرف سے احکام کے کچھ اوصاف مقرر ہیں جنہیں مباح، حرام، مکروہ اور مستحب وغیرہ جیسے الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ فتوی کی تبدیلی کے نتیجے میں ایک چیز جو کہ پہلے جائز تھی وہ ناجائز ہو جاتی ہے جیسا کہ احناف کے ہاں

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 01, January to June. 2024,
Page No.11-23

عورت کے لیے چہرہ کھولنا جائز تھا پھر متاخرین نے فتنہ پروری کو دیکھتے ہوئے اس کو ناجائز قرار دے دیا، یا پھر کسی حکم کو جواز مل جاتا ہے جیسا کہ احناف کے ہاں مفقود الخبر شوہر کی بیوی نکاح فسخ نہیں کر سکتی تھی لیکن متاخرین نے مالکیہ مذہب پر فتویٰ دے کر اسے بھی فسخ کے اسباب میں شامل کر دیا، یا پھر کسی حکم میں وسعت آجاتی ہے جیسا کی بیع کے اندر قبضہ کی کیفیت میں زمانے ساتھ وسعت پیدا ہوتی رہی، یا وسیع حکم محدود ہو جاتا ہے وغیرہ۔

لیکن یاد رہے شریعت کے قطعی اور اجماعی احکام میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی ہے ان میں تبدیلی کا مطالبہ دین سے انحراف اور گمراہی ہے اور اس پر کتاب و سنت کی واضح دلیل موجود ہیں۔

" الیَومَ أَكمَلتُ لَكُم دينَكُم وَأَتمَمتُ عَلَيكُم نِعمَتي وَرَضيتُ لَكُمُ الإِسلامَ دينًا ۔"[4]

"آج کے دن تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لیے دین کی حیثیت سے اسلام کو پسند کیا۔"

کمال دین میں یہ بات شامل ہے کہ اب اس کے قطعی احکام میں کوئی تغیر نہیں ہو سکتا کیونکہ تغیر ایسی ہی چیز میں ہوتا ہے جس میں کوئی نقص ہو۔[5]

بعض علماء نے اسی آیت کو احکام میں تبدیلی کی دلیل مانا ہے۔ چونکہ زمانہ میں تغیر فطری ہے اور حالات وواقعات کی تبدیلی احکام و فتاوی کی تبدیلی کا سبب ہے، اگر حالات کے تغیر کے سبب دین کے مسائل تشنہ حل رہیں تو یہ کمالِ دین نہیں بلکہ نقص ہے، لہذا یہ آیت تغیر الفتوی بتغیر الزمان کی ضرورت کمالِ دین کے لیے ثابت کرتی ہے۔

جب فتوی کی تبدیلی کی بات ہوتی وہیں بات حکم کی تبدیلی سے متعلق بھی آجاتی ہے لیکن یہ دونوں لفظ اپنے اندر کچھ فرق رکھتے ہیں

5. فتویٰ اور حکم کے معانی میں فرق

فتویٰ کی اصطلاح دراصل حکم سے مربوط ہے لیکن فتویٰ اور حکم میں دقیق سا فرق ہے

"حکم شرعی اور فتویٰ دونوں بالکل ایک جیسے معنی میں نہیں ہیں،

ان دونوں کے درمیان ایک فرق پایا جاتا ہے اور وہ دقیق سا فرق یہ ہے کہ شریعت کے حکم کا تعلق بندوں کے فعل کے ساتھ ہوتا ہے جس کے کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ جس کا مقام اصل و بنیاد کا ہوا، اس میں غلطی کے احتمال کی کوئی گنجائش نہیں۔

جب کہ فتویٰ اللہ تعالیٰ کے احکام کو موجودہ حالات وواقعات پر منطبق کرنے سے عبارت ہے اور اس میں انسان سے غلطی واقع ہو سکتی ہے۔"

حکم شارع کی حیثیت اصل اور اساس کی ہے اور فتویٰ کسی خاص جزیے پر اس حکم کو منطبق کرنے کا نام ہے جس میں غلطی بھی ہو سکتی ہے۔ اس لیے حکم شارع میں خطا کا احتمال نہیں اور فتوی میں خطا کا احتمال ہے۔[6]

حدیث مبارکہ میں آتا ہے:

"عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ"[7]

سیدنا عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا

"حاکم جب خود سے اجتہاد کر کے کوئی فیصلہ دیتا ہے، پھر وہ فیصلہ صحیح ہو تو اسے دوگناہ ثواب ملتا ہے' اور اگر فیصلہ کرتے وقت اجتہاد کرے اور وہ غلطی کر جائے تو اسے صرف ایک اجر ملتا ہے۔"[8]

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 01, January to June. 2024,
Page No.11-23

فتوی اور حکم کی حیثیت واضح ہونے کے بعد ہم مختصرا اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ فقہاء کی طرف سے اصل مصادر میں اس حوالے سے کیا عبارات و وضاحت ملتی ہے جو ان کے منہج کی حیثیت کو واضح کرتی ہے۔

6. فقہاء کے یہاں فتاوی کی تبدیلی کے مناہج کیا ہیں؟

مجلۃ الاحکام العدلیہ کی دفعہ 39 میں نقل کیا گیا ہے لا ینکر تغیر الاحکام بتغیر الزمان یعنی یہ ایک نا قابل انکار حقیقت ہے کہ زمانہ بدلنے سے احکام بھی بدل جاتے ہیں اسی قاعدے کی تکمیل کے لیے یہ الفاظ اور اضافہ کر دینا چاہئیں وبتغیر الامکنه والاحوال یعنی تغیر مکان اور تغیر حالات سے بھی احکام بدل جاتے ہیں جیسا کہ فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے۔

ابن القیم جوزیہ نے اس اصول کے اثبات میں کیا خوب کہا ہے: "احکام کی تبدیلی اور اختلاف زمان و مکان، احوال و نیت اور عاداتِ انسانی کے اختلاف کے ساتھ وابستہ ہے۔"

فطرت کا قانون ہے کہ دنیا کے حالات اور قوموں کی حالتیں اور ان کی عادتیں جمود کا شکار نہیں رہتیں بلکہ ان میں تبدیلی واقع ہوتی رہتی ہے اسی کا نام تغیرات زمانہ اور انقلابات احوال ہے۔ اور جس طرح یہ تبدیلیاں لوگوں میں، وقت میں اور شہروں میں ہوتی ہیں اسی طرح تمام زمانوں، حکومتوں اور دنیا بھر کے گوشوں میں وقوع پذیر ہوتی ہیں۔ بندوں میں جاری رہنے والا یہی طریقہ دراصل خدا کی طرف سے جاری کردہ فطری طریقہ ہے۔

لہذا قرآن و سنت کا جو حکم معاملات دنیاوی سے متعلق ہو اس کے بارے میں جمہور فقہاء کی صحیح رائے یہ ہے کہ قرآن و سنت کے صریح حکم کی مخالفت کبھی جائز نہیں اور نہ ان کے نزدیک کوئی شرعی حکم حالات کے بدلنے سے بدلا جا سکتا ہے۔ بلکہ انہوں نے مخالفِ نص فتویٰ قبول کرنے اور دقت و مشقت کو رفع کرنے کی صرف انہی مسائل میں اجازت دی ہے جن کے متعلق قرآن و حدیث کا صریح حکم موجود نہ ہو۔

امام ابو حنیفہ، امام محمد، امام شافعی اور داؤد ظاہری رحمھم اللہ وغیرہ کا یہی مذہب ہے اور اسی مذہب کی تائید امام شافعی کی اس روایت سے ہوتی ہے:

"اذا رویت عن رسول الله ﷺ حدیثا و لم اخذ به فاعلموا ان عقلي قد ذهب"

"یعنی جب مجھے رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث پہنچے اور اس پر میں عمل نہ کروں تو سمجھ لینا کہ میری عقل جاتی رہی ہے۔"

بعض خلفاء اور ائمہ اور فقہائے اسلام ایسے گزرے ہیں جنہوں نے سبب بدل جانے یا اس رواج کے بدل جانے سے جس پر نص مبنی تھی یا ضرورت و مصلحت کے پیش نظر پوری نص یا بعض نص کے حکم کو تبدیل کیا ہے۔[9]

تغیر کے حوالے سے فقہاء کے رجحانات میں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور میں گواہ کے ظاہری عدل پر اکتفا کرتے ہوئے کسی ایسے شخص کی گواہی کو بھی جائز قرار دے دیا کرتے تھے جس کا حال پوشیدہ ہوتا تھا یا غیر معروف ہوتا تھا جبکہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہا اللہ کا جب زمانہ آیا تو انہوں نے اس قسم کی گواہی لینے سے انکار کر دیا اور اس کی وجہ یہی تھی کہ لوگوں کے اخلاق حالات تبدیل ہو چکے تھے، عدل کا وہ معیار باقی نہیں رہا تھا جس کی بنا پر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے گواہ کے ظاہری عدل پر اکتفا فرمایا تھا۔

6.1 امام کاسانیؒ

امام کاسانی بدائع الصنائع میں لکھتے ہیں

"هذا الاختلاف اختلاف زمان لا اختلاف حقيقه لان زمن ابي حنيفه كان من اهل خير وصلاح لانه زمن التابعين وقد شهد لهم النبي صلى الله عليه وسلم بالخيرية بقوله صلى الله عليه وسلم: خير القرون قرني، الذي انا فيه ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم، ثم يفشوا الكذب. فكان الغالب في اهل زمانه الصلاح والسداد، فوقعت الغنيه عن السؤال عن حالهم في السر ثم تغير الزمان وظهر الفساد في قرنهما فوقعت الحاجة الى السؤال عن العدالة"۔[10]

فقہاء کے درمیان جو اختلاف بیان کیا جاتا ہے وہ زمانے کا اختلاف ہے نہ کہ حقیقی اختلاف۔
امام اعظم ابو حنیفہ رحمت اللہ علیہ کا زمانہ وہ زمانہ تھا جس میں خیر اور صلاح غالب تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ تابعین کا زمانہ تھا۔
جن کے خیر پر ہونے کے بارے میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے گواہی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ
میری امت میں خیر پر وہ لوگ ہیں جو میرے زمانے کے ہیں،
پھر خیر پر وہ ہیں جو اس کے بعد کے زمانے کے ہیں،
پھر خیر پر وہ لوگ ہیں جو اس کے بعد کے زمانے کے ہوں گے،
ان زمانوں کے بعد جھوٹ ظاہر ہو گا۔
یعنی کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دور کے لوگوں میں خیر اور استقامت پسندی غالب تھی، اس وقت لوگوں کے پوشیدہ حالات معلوم کرنے اور چھان بین کی غرض سے سوالات کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔
جب زمانہ تبدیل ہوا اور صاحبین کا زمانہ آیا تو لوگوں کے مزاج میں اخلاقی فساد ظاہر ہونے لگا اس بدلی ہوئی صورتحال کی بنا پر گواہوں کے عدل کے حوالے سے چھان بین کے لیے سخت قواعد اختیار کر لیے گئے۔[11]
ابن عابدین شامی اپنے معروف کتاب ردالمحتار میں تغیر الاحکام کے بارے میں لکھتے ہیں
"لو تغير العرف في حياته لنص علي تغير الحكم"
"اگر مجتہد کی زندگی میں عرف بدل جائے تو یہ تبدیلی بذات خود حکم کی تبدیلی کے لیے نص کام دیتی ہے۔"
ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں
"وانما وقع فتوى بناء على مانع فاذا زال المانع تغير الحكم"
"بے شک کسی امر مانع کی وجہ سے ہی فتوی جاری کیا جاتا ہے لیکن امر مانع ختم ہو جائے تو حکم بھی بدل جائے گا، یعنی حالات بدل جانے سے حکم بدل جاتا ہے۔"

6.2 امام ابن الشباطؒ

امام مالک بن انسؒ نے اپنے فتاوی کی بنیاد اپنے زمانے کے احوال اور عرف پر رکھی جیسا کہ امام قاسم بن عبد اللہ بن الشباطؒ لکھتے ہیں:
"وكتب عليه ابن الشباط ما نصه ما قاله من أن مالكًا رضي الله تعالى عنه إنما بنى على عرف زمانه هو الظاهر وما قاله من لزوم تغير الفتوى عند تغير العرف صحيحاه."[12]
"امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے زمانے کے عرف پر فتوی کی بنیاد رکھنا ایک واضح ترین بات ہے اور آپ کا یہ فرمانا کہ

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.2, Issue 01, January to June. 2024,
Page No.11-23

عرف کے بدلنے سے فتوی اور حکم تبدیل ہو جاتا ہے، بالکل بجاہے۔"

6.3 امام ابو عبد اللہ المازریؒ

فقہاء مالکیہ میں امام ابو عبد اللہ المازری زمان و مکان اور عادات و احوال کی وجہ سے فتوی کے بدلنے پر فرماتے ہیں:

"ان المفتي اذا جاءه رجل يستفتيه عن لفظه من هذه الالفاظ، وعرف بلد المفتي في هذه الالفاظ الطلاق الثلاث او غيره من الاحكام، لا يفتيه بحكم بلده بل يساله: هل هو من اهل بلد المفتي؟ فيفتيه حينئذ بحكم"[13]

"کسی مفتی کے پاس یا قاضی کے پاس کہیں دوسرے علاقے سے کوئی شخص طلاق کے بارے میں اس قسم کے کسی لفظ کے حوالے سے فتوی طلب کرے یا حکم پوچھنے آئے، جبکہ مفتی کے علاقے یا ملک میں ان الفاظ کے ساتھ طلاق دی جانا تین طلاق سمجھا جاتا ہو یا اس کے علاوہ احکام کا معاملہ کچھ اور ہو، جن میں ایک علاقہ اور دوسرے علاقے کے حالات میں عرف اور عادت کی وجہ سے اختلاف ہو سکتا ہو۔"

بہر حال ایسے مسائل کے بارے میں فتوی پوچھا جائے تو مفتی دوسرے علاقے کے سائل کو اپنے علاقے کے حالات کے مطابق فتوی نہیں دے گا بلکہ سوال کرنے والے سے پوچھے گا کہ وہ کس علاقے یا کس ملک سے تعلق رکھتا ہے اور پھر اس کے علاقے کے حالات اور واقعات کے مطابق فتوی دے گا۔(اگرچہ اس مفتی کے اپنے علاقے کے حالات میں اس مسئلہ کا فتوی مختلف ہی کیوں نہ ہو)

6.4 امام تقی الدین سبکیؒ

فقہائے شافعیہ میں سے امام تقی الدین سبکی اپنے فتاوی میں زمانہ اور حالات و واقعات کے بدلنے سے فتوی تبدیل ہونے کے بارے میں لکھتے ہیں

"قال السبكي: ليس مراده ان الاحكام تتغير بتغير الزمان بل باختلاف الصوره الحادثة، فاذا حدثت صوره على صفة خاصة، علينا ان ننظر فيها. فقد يكون مجموعها يقتضي الشرع له حكما"[14]

"ہم یہ نہیں کہتے کہ احکام محض زمانہ بدلنے سے تبدیل ہو جاتے ہیں بلکہ یہ تبدیلی نئی صورتحال پیش آنے کی وجہ سے ہوتی ہے۔جب کسی خاص وصف کے ساتھ کوئی نئی صورتحال درپیش آئے تو اس میں ہمارے فقہاء اور مفتیان کے لیے غور و فکر کرنا ضروری ہو جاتا ہے ایسے بدلے ہوئے حالات میں شریعت بھی نئے حکم کا تقاضا کرتی ہے۔"

امام احمد بن حنبل سے ایک مرتبہ پوچھا گیا کہ لوگ بھوک سے دوچار ہوں اور کوئی شخص مجبور ہو کر چوری کرے تو کیا اس وقت بھی اپ قطعیت کا حکم دیں گے ؟انہوں نے جواب میں فرمایا:

"لا اقطعه اذا حملته الحاجه والناس في شدة ومجاعة"[15]

"جب اس کو حاجت مندی مجبور کرے اور لوگ بھوک اور سختی کے دور سے گزر رہے ہوں تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔"

6.5 علامہ ابن القیمؒ

علامہ ابن القیمؒ زمان و مکان اور حالات و عادات کے لحاظ سے فتوی میں تبدیلی کے بارے میں لکھتے ہیں

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur
Vol.2, Issue 01, January to June. 2024,
Page No.11-23

"تغير الفتوى باختلافها بحسب التغير الازمنة والامكنة والاحوال والنجاة والعوائد، هذا فصل عظيم النفع جدا، وقع بسبب الجهل به غلط عظيم على الشريعة،
اوجب من الحرج، والمشقة، وتكليف، ما لا سبيل اليه، ما يعلم ان الشريعة الباهرة التي في اعلى رتب المصالح لا تاتي به. فان الشريعة مبناها واساسها على الحكم ومصالح العباد في المعاش والمعاد وهي عدل كلها ورحمة كلها ومصالح كلها وحكمة كلها"[16]

"زمانے، جگہیں، حالات، نیت اور عادتوں کے بدلنے سے فتوی کا بدل جانا بہت نافع امر ہے، مگر جہالت کی وجہ سے لوگ اس ضمن میں شریعت کے بارے میں بہت بڑی غلطی کا ارتکاب کرتے ہیں اور اپنے آپ کو حرج، مشقت اور تکلیف میں ڈالتے ہیں۔ حالانکہ اس کی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں، کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ مصلحت کے اعلیٰ درجے کی حامل روشن شریعت حرج مشقت اور تکلیف لے کر نہیں آئی بلکہ شریعت اسلامیہ کی بنیاد حکمتوں، لوگوں کی دنیاوی اور اخروی بہبود اور فلاحی مصلحتوں پر ہے اور شریعت سراسر انصاف کا نام ہے، سراسر رحمت و مصلحت کا نام ہے، اور سراسر حکمت و دانشمندی کا نام ہے۔"

ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں

"فان الفتوى تتغير بتغير الزمان والمكان والعوائد والاحوال وذلك كله من دين الله" [17]

"حق یہی ہے کہ زمان و مکان اور عادات و احوال کے بدلنے سے فتاوی اور فیصلہ جات تبدیل ہو جاتے ہیں یہ سب کچھ اللہ کے دین کا حصہ ہے۔"

علامہ ابن القیمؒ نے اپنی تصنیف "اعلام الموقعین" میں فتوی، اجتہاد اور قیاس پر تفصیلی کام کیا ہے جو کہ علماء و مفتیان کے لیے عظیم مرجع ہے۔ اب فتاوی کی تبدیلی پر کچھ معاصر رجحانات تیزی سے اپنی جگہ بنا رہے ہیں جو کہ مکمل طور پر اصول و قواعد شرعیہ کی اساس پر ہی موجودہ حالات و واقعات کے فتاوی میں مددگار ثابت ہو رہے ہیں۔

7. فتوی کی تبدیلی کے معاصر رجحانات

7.1 الشیخ الزحیلیؒ

الشیخ محمد مصطفی الزحیلیؒ لکھتے ہیں:

"ليس تبدل الاحكام الا تبدل الوسائل والاساليب الموصلة الى غايه الشارع، فان تلك الاساليب والوسائل في الغالب لم تحددها الشريعة الاسلامية، بل تركتها مطلقه لكي يختار منها في كل زمان ما هو اصلح في التنظيم نتاجا، وانجح في التقويم علاجا"

"احکام میں تبدیلی ان وسائل اور اسالیب میں تبدیلی پر منحصر ہے جو شارع کی غرض و غایت تک پہنچانے والے ہیں، اور بے شک غالب طور پر شریعت اسلامیہ نے ان وسائل اور اسالیب کو محدود نہیں کیا بلکہ انہیں مطلق چھوڑ دیا ہے تا کہ ان میں سے ہر زمانے میں ایسے وسائل اور اسالیب کو اختیار کیا جا سکے جو دین کے اجتماعی نظم و نسب میں بہتر نتائج پیدا کرنے اور دین متین کو مضبوط تر کرنے کی صلاحیت و قابلیت کے حامل ہوں۔"

7.2 ڈاکٹر عبدالکریم زیدانؒ

ڈاکٹر عبدالکریم زیدانؒ لکھتے ہیں:

"الفتوه قد تتغير بتغير المكان والزمان وهذا إذا كان الحكم الشرعي مبنياً على عرف بلد وتغير هذا العرف ولم يكن العرف الجديد مخالفاً للنص الشرعي، أو كان الحكم الشرعي مبنياً على معنى معين وتغير ذلك المعنى، كما في صدقة الفطر، فقد جاء الحديث الشريف بإخراج صاع من تمر، أو شعير، أو زبيب، أو أقط، وقد قال العلماء: يجوز إخراج صدقة الفطر من الذرة، أو الأرز، أو غيرهما إذا كانت هذه الأصناف غالب أقوات ا لبلد، وعلّل العلماء ذلك بأن الأصناف الواردة في الحديث الشريف إنما جاءت، لأنها كانت هي غالب أقوات أهل المدينة ولم تأت على سبيل الحصر والتخصيص، وكذلك إذا كان الحكم الشرعي وارداً بالنسبة لمكان معين وزمان معين فيجب الإفتاء فيه في ذ لك المكان والزمان دون الإفتاء بالحكم العام، كالسرقة الحد فيها هو قطع اليد وهاذ ا هو حكمُها العام، ولكن السرقة في الغزو في أرض العدو حكمها عدم القطع هناك و لزوم تأجيل إقامة الحد، لورود الحديث الشريف: لا تقطع الأيدي في الغزو. وكذلك إذ ا كان الحكم ملحوظاً فيه تحقيق غرض معين ورأى الفقيه المفتي أن هذا الغرض لا يتحقق في موضوع الاستفتاء فلا ينبغي أن يفتي به، مثل أن يستفتيه أحد في إزالة منكر معين باليد ورأى الفقيه أن إزالته يترتب عليه شر ومنكر أكبر من المنكر القائم فينبغي له أن لا يفتيه بالحكم العام وهو إزالة المنكر باليد ما دام المفتي يرى ترتب منكر أكبر من المنكر المزال، وهذا باب واسع يعتمد على فطنة المفتي وملاحظته الأحوال والأمكنة وا لأزمنة والظروف وحالة المستفتي"[18]

"بعض اوقات زمان و مکان کی تبدیلی سے فتوی میں تبدیلی ہو جاتی ہے۔ یہ اس صورت میں ہو گا جب شریعت کا حکم کسی علاقے کے عرف پر مبنی ہو، یہ عرف تبدیل ہو جائے اور نیا عرف کسی شرعی دلیل کے خلاف نہ ہو۔ یا یہ کہ شریعت کا حکم کسی خاص معنی پر مبنی ہو اور وہ معنی بدل جائے جیسا کہ صدقہ فطر کے معاملے میں ہوا۔ چنانچہ ایک حدیث میں کھجور، جو، کشمش اور پنیر سے ایک صاع صدقے کا حکم ہوا۔ علماء کہتے ہیں کہ اگر کسی علاقے میں مکئی اور چاولوں کی کثرت ہو تو ان میں سے بھی دیا جا سکتا ہے۔ اس کی علت علماء نے یہ بیان کی ہے کہ حدیث میں مذکور قسمیں اس لیے بیان ہوئیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں یہ مدینہ منورہ کا غالب غلہ تھا ان قسموں کا بیان حصر اور تخصیص کے لیے نہیں ہے۔

اس طرح اگر حکم شرعی کسی خاص مقام یا خاص زمانے میں وارد ہوا ہو تو اس کے ساتھ فتویٰ دینا اسی زمان و مکان میں جائز ہو گا نہ یہ کہ اس کو عمومی حکم سمجھا جائے جیسے چوری کی حد ہاتھ کاٹنا ہے اور یہ اس کا عمومی حکم ہے۔ لیکن جنگ کے دوران دشمن کی سرزمین میں چوری کا حکم ہاتھ کاٹنا نہیں ہے اور اس وقت لازم یہ ہے کہ اقامت حد کو مؤخر کیا جائے۔ اس لیے کہ حدیث میں آیا ہے

"لا تقطع الايدي في الغزو"

"جنگ کے دوران ہاتھ نہیں کاٹے جاتے۔"

اسی طرح اگر حکم میں کسی خاص مقصد کا پورا کرنا پیش نظر ہو اور مفتی وفقیہ کا خیال ہو کہ استفتاء کے موضوع میں وہ مقصد پورا نہیں ہوتا تو اس کے لیے مناسب نہیں ہے کہ اس حکم کے مطابق فتوی دے۔ مثلاً کوئی شخص اس سے یہ سوال پوچھے کہ فلاں برائی کو ہاتھ سے روکنے کا کیا حکم ہے؟ تو مفتی کو چاہیے کہ اس کو برائی کے روکنے کا عمومی حکم نہ بتائے۔ یعنی یہ کہ برائی کو ہاتھ سے روکنا چاہیے۔ خصوصاً اس وقت جب کہ مفتی سمجھتا ہے کہ جس برائی کو روکا جا رہا ہے اس سے ایک اور بڑی برائی لازم آئے گی یہ ایک وسیع میدان ہے اس میں مفتی کی

Vol.2, Issue 01, January to June. 2024,
Page No.11-23

ذہانت اور فطانت اور وسعت نظر اس کے کام آئے گی۔ یعنی یہ کہ وہ دنیا کے حالات، جگہ، زمانہ اور مستفتی کی حالت کو پیش نظر رکھے۔[19]

7.3 مفتی محمد تقی عثمانی

مفتی تقی عثمانی صاحب اصول الافتاء و ادابہ میں لکھتے ہیں:

احکام میں تبدیلی مندرجہ ذیل چار صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں ہوتی ہے:

1. کوئی حکم کسی علت پر مبنی تھا پس جب زمانے کی تبدیلی سے وہ علت ختم ہو گئی تو اس کے ختم ہو جانے کی بنا پر حکم بھی تبدیل ہو گیا۔

2. حکم شریعت عرف اور عادت پر مبنی تھا اب اگر عرف تبدیل ہو گیا تو حکم بھی بدل جائے گا اور در حقیقت یہ قسم بھی پہلی صورت ہی کی طرف لوٹتی ہے کیونکہ عرف کی تبدیلی سے حکم کی تبدیلی تب ہی ہو گی جب گزشتہ حکم کی علت عرف پر مبنی ہو۔

3. کبھی حکم کسی سخت ضرورت یا عام ابتلا (عموم بلوی) کی وجہ سے تبدیل ہو جاتا ہے اور یہ تبدیلی صرف بقدر ضرورت ہی ہوتی ہے۔

4. کبھی حکم شریعت سدّ ذرائع کی وجہ سے تبدیل ہو جاتا ہے۔ (اس طرح کے کوئی کام بذاتِ خود تو جائز اور مباح تھا لیکن اس سے اس لیے روک دیا جاتا ہے کہ وہ کسی ممنوع کام تک پہنچنے کا ذریعہ بن رہا ہوتا ہے، اسے کہتے ہیں سد ذرائع)[20]

فتاوی او احکام کی تبدیلی پر یہ چند رجحانات ذکر کر کے اس بات کی وضاحت کی کوشش کی گئی ہے کہ جیسے جیسے حالات تبدیل ہوتے ہیں اور وقت منزلیں طے کرتا ہے تو مسائل کی نوعیت بھی تبدیل ہو جاتی ہے اور یہی تبدیلی فتوی کی تبدیلی کا تقاضا کرتی ہے جس کی بنا پر فتاوی میں تغیر آتا ہے۔

8. فتاوی کی تبدیلی کے نتیجے میں عوام الناس میں تضحیک و استہزا کا رویہ پائے جانے کی وجوہات

اس ساری بحث سے ہمیں معلوم ہوا کہ زمانے کی تبدیلی کے ساتھ حالات کی تبدیلی واقع ہوتی ہے تو اس کے نتیجے میں فتاوی میں تبدیلی کی ضرورت ہوتی ہے لہٰذا واقعات و حالات کے مطابق نصوص شرعیہ کی روشنی میں مسائل کا حل آسان سے آسان انداز میں عوام کے سامنے پیش کیا جانا چاہیے۔ دین اسلام کی یہی خوبصورتی ہے کہ دیگر مذاہب کی طرح اس میں جمود نہیں ہے۔ لیکن عمومی رویہ دیکھنے میں آتا ہے کہ جب زمانے کے حساب سے اور ٹیکنالوجی کے اس دور میں چیزوں کو سمجھنے کے بعد جب فتوی تبدیل کیا جاتا ہے تو عوام الناس کی طرف سے تضحیک و استہزا کا رویہ پایا جاتا ہے جس کی مثال لاؤڈ اسپیکر کا مسئلہ، ڈیجیٹل تصاویر کا مسئلہ، جدید بینکنگ کے مسائل اور دیگر اس طرح کے کئی مسائل ہیں۔

8.1 وجوہات

اس کی کچھ وجوہات ہیں:

- دینی مزاج سے آگاہی نہ ہونا
- ضرورت سے زیادہ بے دینی سے متعلق کانٹینٹ کا عام ہو جانا
- دینی مسائل سیکھنے سے دوری اختیار کرنا
- دین پر عمل کرنے کو تنگ نظری سے تعبیر کرنا

NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.2, Issue 01, January to June. 2024,
Page No.11-23

- اہل علم سے دوری اختیار کرنا

دور حاضر کے جدید تقاضوں کے مطابق جب فتاوی تبدیل ہوتے ہیں تو عوام الناس کا رویہ دیکھنے میں آتا ہے کہ وہ مسائل کو مذاق بنانے لگتے ہیں پھر اس کے نتیجے میں مسائل سیکھنے سے دور ہو جاتے ہیں کہ علماء تو ایک فتوے پر قائم ہی نہیں رہتے۔ اس سوچ کے نتیجے میں ایک بڑا طبقہ علماء سے دور اور دین سے بیزار نظر آتا ہے۔

8.2 اقدامات کی ضرورت

توجہ اس بات کی طرف دینے کی ضرورت ہے کہ ان وجوہات کو کس طرح ختم کیا جائے،

- دینی تعلیمی اداروں میں تو کسی نہ کسی درجے میں یہ مزاج سکھایا جاتا ہے لیکن عصری تعلیمی اداروں میں بھی دین کی بنیادی معلومات کے ساتھ ساتھ ایسی ورکشاپس ہونی چاہئیں جس میں انہیں مسائل جدیدہ کے تناظر میں فتویٰ کی تبدیلی کو سمجھنے کی ذہن سازی اس انداز میں کی جائے کہ ان کے ذہن فتوی کی تبدیلی کو ایک مثبت انداز میں قبول کرنے کے قابل ہو جائیں۔
- علماء جمعہ و عیدین کے خطبوں میں عوام الناس میں ہر قسم کے فرقہ وارانہ تعصب سے بچتے ہوئے نبوی مزاج و تزکیہ عام کریں۔
- والدین گھروں میں بچوں کو بچپن ہی سے دین کے بنیادی مسائل سکھانے اور عملی مشق کروانے کا اہتمام کریں۔
- تعلیمی اداروں میں مہینہ میں ایک بار ایسی نشست کے انعقاد کا اہتمام کیا جائے جس میں طلباء براہ راست کسی مذہبی اسکالر سے سوال جواب کے ذریعے تعلق پروان چڑھائیں۔
- سوشل میڈیا کے ذریعے جید علما کے دلائل و براہین نشر کیے جائیں۔
- تمام مسلم ممالک میں فتاوی نویسی کے لحاظ سے سر انجام دی جانے والی خدمات کو اقوام عالم تک پہنچایا جائے۔

مسائل کو سمجھنے کا جب شعور بیدار ہو گا تو فتاوی کی تبدیلی پر پیدا ہونے والے تضحیکی مزاج کا بھی خاتمہ ہو گا۔
یہ موقع علماء و مفتیان حضرات کے لیے بھی انتہائی ذمہ داری کا ہے کہ فتاوی دینے کے معاملے میں شدت پسندی اور مسلکی تعصب کے مزاج سے دور رہیں، فقہاء متقدمین کی فقہی سوچ کی وسعت کو ذہن میں رکھ کر مسائل کو حل کرنے کی کوشش کریں تاکہ نسل نو کا یہ طبقہ دین سے اپنا تعلق استوار رکھے۔

---

1 ابن منظور، محمد بن مکرم بن علی بن احمد بن منظور الانصاری الافریقی المصری الخزرجی جمال الدین ابو فضل،لسان العرب، س ن ، طبعة المعارف، بذيل "فتا"، ص:3348
Ibn Manzur, Imam Muhammad ibn Makram ibn Ali ibn Ahmad ibn Manzur al-Ansari al-Afriqi al-Misri al-Khazarji Jamal al-Din Abu al-Fadl, Lisan al-Arab, S N, Tab'ah al-Maarif, Bidhil "فتا", p:3348

2 مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، قاموس الفقہ، ناشر زمزم پبلشر زکراچی۔ پاکستان، مطبوعہ:2015، ص:180، ج:2
Maulana Khalid Saifullah Rahmani, Qamus al-Fiqh, Naashir Zamzam Publishers Karachi.Pakistan, Matboo'ah: 2015, p:180, v:2

3 الدکتور الشیخ حسین محمد الملاح،الفتوی نشأتها و تطورها-اصولها و تطبیقاتها، مکتبة العصریه بیروت،2001م، ص:398، ج:1

Dr. Sheikh Hussein Muhammad al-Mullah, al-Fatwa Nash'atuha wa Tahaddhuhuha - Usuluha wa Tatbiqatuha, Maktabah al-Asriyah Beirut, 2001, v:1, P:398.

4 القرآن ، 3:5

Al-Qur'an , 5:3.

5 مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، محاضرات فقہ،کتب خانہ نعیمیہ دیوبند سہارنپور (یو پی) 2020ء، حکمِ شرعی میں تغیر نہیں، ص:408-409

Maulana Khalid Saifullah Rahmani, Muhadarat Fiqh, Kutub Khana Naimiyah Deoband Saharanpur (UP) 2020, Hukm-e Sharia Mein Taghyeer Nahin, p:408,409

6 مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، محاضرات فقہ،کتب خانہ نعیمیہ دیوبند سہارنپور (یو پی) 2020ء، فتوی اور حکم شرعی میں فرق، ص:406

Maulana Khalid Saifullah Rahmani, Muhadarat Fiqh, Kutub Khana Naimiyah Deoband Saharanpur (UP) 2020, Fatwa Aur Hukm Sharia Mein Farq, p:406

7 البخاری،ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح، كِتَابُ الِاعْتِصَامِ بِالكِتَابِ وَالسُّنَّةِ ، رقم الحدیث:7352

Sahih al-Bukhari, Kitab al-I'tisam bil-Kitab wa al-Sunnah, Hadith number: 7352

8 البخاری،ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح، كِتَابُ الِاعْتِصَامِ بِالكِتَابِ وَالسُّنَّةِ ، رقم الحدیث:7352

Sahih al-Bukhari, Kitab al-I'tisam bil-Kitab wa al-Sunnah, Hadith number: 7352

9 ڈاکٹر صبحی محمصانی، فلسفۂ شریعت،سعادت آرٹ پریس مجلسِ ترقی ادب کلب روڈ لاہور پاکستان،1999ء،ص:211،216

Dr. Subhi Mahmasani, Falsafah-e Shari'at, Sa'adat Art Press Majlis-e Taraqqi Adab Club Road Lahore Pakistan, 1999, p:211, 216

10 صاحب البدائع،الامام علاء الدین ابو بکربن مسعودالکاسانی الحنفی،البدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع،دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان ، 2003ء،کتاب الشہادۃ، ص:25،ج:9

Sahib al-Badai', al-Imam Ala al-Din Abu Bakr ibn Mas'ud al-Kasani al-Hanafi, al-Badai' al-Sanai' fi Tartib al-Shara'i', Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah Beirut Lebanon, 2003, Kitab al-Shahadah, p:25, v:9

11 صاحب البدائع،الامام علاء الدین ابو بکربن مسعودالکاسانی الحنفی،البدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع،دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان ، 2003ء،کتاب الشہادۃ، ص:25،ج:9

Sahib al-Badai', al-Imam Ala al-Din Abu Bakr ibn Mas'ud al-Kasani al-Hanafi, al-Badai' al-Sanai' fi Tartib al-Shara'i', Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah Beirut Lebanon, 2003, Kitab al-Shahadah, p:25, v:9

12 الزرقاني؛ عبد الباقي بن يوسف بن أحمد الزرقاني - محمد بن الحسن بن مسعود البناني،كتاب شرح الزرقاني على مختصر خليل وحاشية البناني ، فصل إن فوضه ، المكتبة الشاملة، ص230

Imam Abd al-Baqi ibn Yusuf ibn Ahmad al-Zarqani_Muhammad ibn al-Hasan ibn Mas'ud al-Bannani, Sharh al-Zarqani 'ala Mukhtasar Khalil wa Hashiyat al-Bannani, Fasl In Fawdah, Al-Maktabah al-Shamilah, P:230

13 القرافی، امام شہاب الدین ابوالعباس احمد بن ادریس المصری المالکی،أنوار البروق في أنواع الفروق،دارالسلام القاھرہ مصر،2001ء،الفرق الثانی :بین قاعدتی الانشاء والخبر،ص:128،ج:1

Al-Qarafi, Imam Shihab al-Din Abu al-Abbas Ahmad ibn Idris al-Misri al-Maliki, Anwar al-Buruq fi Anwa' al-Furq, Dar al-Salam al-Qahirah, Egypt, 2001, al-Farq al-Thani: Bain Qa'idati al-Insha' wa al-Khabar, v: 1, p: 128

14 السیوطی، علامہ جلال الدین سیوطی، الحاوي للفتاوی للسیوطي، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1982ء، ما يجب على المفتي معرفته من العلوم، ج 1، ص330

Al-Suyuti, Allamah Jalal al-Din al-Suyuti, Al-Hawī li al-Fatawa li al-Suyuti, Dar al-Kutub al-ʿIlmiyyah, Beirut, Lebanon, 1982, Ma Yajib ʿAla al-Mufti Maʿrifatuhu min al-ʿUlum, v.1, p. 330

15 أرشيف ملتقى أهل الحديث ، هل أوقف عمر بن الخطاب حد السرقة وهل أوقف عمر بن عبد العزيز حد الزنا ، المكتبة الشاملة الحديثة، ص11

Ārshifu Maltaqā Ahl al-Ḥadīth, Hal Auqafa ʿUmar ibn al-Khaṭṭāb Ḥadd al-Sariqah wa Hal Auqafa ʿUmar ibn ʿAbd al-ʿAzīz Ḥadd al-Zinā, al-Maktabah al-Shāmilah al-Ḥadīthah, p. 11

16 كتاب إعلام الموقعين عن رب العالمين ت مشهور ، تغير الفتوى بحسب تغير الأزمنة والأمكنة والأحوال والنيات والعوائد، المكتبة الشاملة، ص41

Kitāb I'lām al-Muwaqqi'īn 'an Rabbi al-'Ālamin, tashāhīr, taġayyur al-fatwā bi ḥisab taġayyur al-azmān wa al-

amākin wa al-aḥwāl wa al-niyāt wa al-'awā'id, al-Maktabah al-Shāmilah, p. 41

17 كتاب إعلام الموقعين عن رب العالمين مشهور ، تغير الفتوى بحسب تغير الأزمنة والأمكنة والأحوال والنيات والعوائد، المكتبة الشاملة، ص41

Kitāb I'lām al-Muwaqqi'īn 'an Rabbi al-'Ālamin, tashāhīr, taġayyur al-fatwā bi ḥisab taġayyur al-azmān wa al-amākin wa al-aḥwāl wa al-niyāt wa al-'awā'id, al-Maktabah al-Shāmilah, p. 41

18 الدكتور عبد الكريم زيدان،اصول الدعوة،مؤسسة الرسالة بيروت لبنان،2002،ص:169

Dr. ʿAbd al-Karim Zaydān, Uṣūl al-Daʿwah, Muʾassasah al-Risalah Beirut Lebanon, 2002, p: 169

19 الدكتور عبد الكريم زيدان،اصول الدعوة،مؤسسة الرسالة بيروت لبنان،2002،ص:169

Dr. ʿAbd al-Karim Zaydān, Uṣūl al-Daʿwah, Muʾassasah al-Risalah Beirut Lebanon, 2002, p: 169

20 مفتی تقی عثمانی،اصول الافتاء و آدابه، دارالقلم دمشق،2014ء،الفصل السادس تغير الاحكام بتغير الزمان،ص:285

Mufti Taqi Usmani, Uṣūl al-Ifta' wa Ādābuh, Dar al-Qalam Damascus, 2014, al-Faṣl al-Sādis: Taghayyur al-Aḥkām bi Taghayyur al-Zamān, p: 285